Iḥyā᾽al῾ulūm, Vol.:21, Issue: 02,July-Dec 2021
PP: 1-16

OPEN ACCESS
Iḥyā᾽al῾ulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

قومی ریاست اور اسلامی حکومت نظریاتی اور واقعاتی مطالعہ

Nation-state and Islamic Government Theoretical and Factual studies

Muhammad Ikram-ul-haq
Phd Scholer , University of Lahore, Lahore
Dr Aqeel Ahmed
Assistant Professor ,University of Lahore, Lahore

DOI:(https://doi.org/10.46568/ihya.v21i2.112)

Abstract

The concept of nation state presented by the West at its core is the idea of humanism. In which man was given a central position and freed from the concept of God. Denied everything that was not observed. Therefore, man expelled religion in all matters of life. The logical consequence of which was that the head of human unity was scattered. The slogan of nationalism was used to unite man in the struggle for unity. Which eventually manifested itself in the formation of nation-states the western colonial powers ruled the world in the form of the United Nations change the way of life in the Western World and especially in Muslim society. Which has a profound effect on the Islamic system of government. Islam envisioned divine sovereignty in the system of government. Today the Muslim rulers have forgotten it, and the Western system considered its survival in democracy. The article explains what the core concern of the nation state and Islamic Government is and whether it is based on its own ideas in modern times has been considered.

Key Words: *Nationalism, State, Islimic Government, Nation Stat, Humanism.*

انسان نے جب اپنی تہذیبی زندگی کا آغاز کیا تو اُسے ایک ایسے ادارے کی ضرورت محسوس ہوئی جو اس کی انفرادی اورا

CC BY

جتماعی معاملات کا نگہبان ہو۔ انسان میں سیاسی فکر کا آغاز تو اُس وقت ہی ہو گیا تھا۔ جب اُس کی تخلیق ہوئی تھی۔ پھر حالات و واقعات کے مطابق اس کا ارتقائی سفر جاری رہا۔ انسانی فکر کے ساتھ ساتھ انسانی معاشرہ بھی ارتقائی منازل طے کرتا رہا۔ چنانچہ انسانی سماجی زندگی کی ابتداء ہی میں ریاست کا تصور پیدا ہوا۔ اور انسان نے اپنی زندگی کو مذہب، قانون اور حدود و قیود کا پابند بنا لیا۔ کیونکہ ریاست انسانی معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس سے معاشرے کی اجتماعی اقدار کا تحفظ، امن و امان اور نظم و ضبط قائم رکھا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں ریاست کے لیے لفظ "Status" سے اخذ کیا گیا ہے۔

یونانی States کے لیے لفظ Polis استعمال کرتے تھے۔ جس کے معنی شہر (City) ہیں۔ رومیوں کے ہاں لفظ Ciritas مستعمل تھا۔ اس کے علاوہ رومی Republica کا لفظ بھی استعمال کرتے تھے۔

لفظ State یعنی ریاست کی لغوی تشریح کے بارے میں تحقیق درج ذیل ہے۔

"From Latin Root 'State'. Meaning to stand or status. The word 'State' became 'Estate' in German, 'Stat' in old French and in English 'State'. Both state and estate carry the factor of land and territory as common in their meaning, and both have descended from old feudal system. The fundamental to the political structure of the time."[1]

"سٹیٹ لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی قیام یا مقام و مرتبہ تھا۔ جرمن اور فرانسیسی زبان میں استعمال ہونے کے بعد انگریزی زبان میں موجودہ شکل میں آیا۔ اس کے مفہوم میں خطہ زمین یا مخصوص علاقہ مراد ہے۔ جو قدیم جاگیردارانہ نظام کا بنیادی خاصہ تھا۔"

جدید ریاست کے بارے میں فرانسیسی سیاسی مفکر راجر ہنری سالٹاؤ بیان کرتے ہیں:

"The State is only there to give individuals their fullest opportunity of living of good life."[۲]

"ریاست افراد کو اچھی زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرنے کے لیے ہوتی ہے۔"

ریاست کے بارے میں Phillimore بیان کرتے ہیں:

> *"A people permanently occupying a fixed territory bound together by common laws, habits, and customs into one body politic exercising through the medium of an organized government independent sovereignty and control over all persons and things."*[3]

"لوگ جو مستقل قوانین کی عادات اور رسم و رواج کے ساتھ ایک مقررہ علاقہ پر مستقل طور پر قبضہ کرتے ہیں۔ جو ایک منظّم حکومت کی خود مختاری اور تمام افراد اور چیزوں پر قابو پانے والی سیاست میں شامل ہوتے ہیں"۔

درج بالا مغربی مفکرین کی تعریفوں کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ریاست ایک ایسی سیاسی تنظیم ہے جو اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں کو کنٹرول کرتی ہے اور ان میں ربط اور ضبط پیدا کرتی ہے۔

ریاست کا مفہوم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں:

اسلام نے دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح سیاست کے بنیادی اصول پیش کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ کے لیے انسان کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ سیاست کے شعبہ میں ریاست کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اگرچہ اسلام میں لفظ ریاست کہیں استعمال نہیں ہوا۔ لیکن جو سیاسی اصول فراہم کیے ہیں۔ اُس سے ریاست کا تصور اخذ کیا جاسکتا ہے۔

''لفظ الریاسۃ'' عربی زبان کے لفظ ''رائس'' سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی چوٹی یا سربراہی کے ہیں۔ اس کے ولایۃ یا دولۃ کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔''[۴]

قرآن مجید میں ارض، ملک اور سلطان کے الفاظ ریاست کا مفہوم پیش کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

''إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ''[۵]

''بے شک اللہ ہی کے لیے زمین وآسمان کی سلطنت۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

''وَ قُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَ أَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَ اجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَاناً نَصِيراً''[۶]

''اور کہہ دیں اے میرے رب تو مجھے جہاں لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کے ساتھ سچائی کے ساتھ نکال اور اقتدار کو میرا مددگار بنادے۔''

واضح رہے اسلامی ریاست مسلمانوں کے اکثریتی علاقے کو نہیں کہتے۔ بلکہ جہاں اسلامی احکامات نافذ ہوں اُسے اسلامی ریاست کہتے ہیں۔

الماوردی (متوفی ۱۰۵۸ء) ریاست کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

"ریاست ایک ایسا ہمہ گیر ادارہ ہے۔ جو نا قابل تقسیم ہے۔ اس کے استحکام کے لیے فلسفہ کا بڑا اہم کردار ہے"۔[۷]

ابن خلدون (متوفی ۱۴۰۶ء) کے مطابق:

"ریاست عصبیت کے لحاظ سے مضبوط اور قومی ادارہ ہے"۔[۸]

ڈاکٹر امین احسن اصلاحی کے نزدیک:

"معاشرہ جب قومیت میں بدل جاتا ہے۔ تو قومیت اتنی ترقی کر جاتی ہے کہ اس کے تمام افراد ایک اقتدار کی اطاعت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو ریاست وجود میں آجاتی ہے"۔[۹]

اسلام نے مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی دیکھ بھال کے لیے ریاست کا ادارہ قائم کیا ہے۔ جو انسانوں کی زندگی میں ترتیب و تہذیب پیدا کرتا ہے۔ اسلام ہمیشہ اجتماعی قوت کو خدا کے تابع کرتا ہے۔ اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اقتدار صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہے۔

قومی ریاست:

انسانی زندگی فطری طور پر ارتقائی مراحل طے کرتی رہتی ہے۔ چودھویں صدی عیسوی میں جب لوگوں نے کلیسا کے خلاف آوازیں اٹھانا شروع کیں تو ریاست کے تصورات میں بھی تبدیلی آنا شروع ہوگئیں۔ کیونکہ جب انسانی نظریات میں تبدیلی آتی ہے تو ضابطۂ حیات بھی بدل جاتا ہے۔

لہٰذا جب مغربی دنیا مذہب کی رہنمائی سے محروم ہونا شروع ہوئی تو اُن کو ایک وحدت کی لڑی میں پرونے کے لیے قومی ریاست کا تصور اجاگر ہوا۔ جو بہت مقبول ہوا۔ اور دنیا چھوٹی چھوٹی مختلف ریاستوں میں تقسیم ہو گئی۔

قومی ریاست دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ قوم اور ریاست قومی یعنی قوم سے مراد انسانوں کا وہ گروہ جو کسی مشترک خصوصیت کی وجہ سے معروف ہو۔ اور وہ ایک جگہ پر رہائش پذیر ہو۔ جبکہ ریاست اُس قوم کے اجتماعی معاملات کے حل کے لیے معاون ہوتی ہے۔ تو قومی ریاست سے مراد ایسی ریاست جو قومیت کی بنا پر تشکیل دی گئی ہو۔

قومی ریاست ایک ایسی آزاد مملکت ہوتی ہے۔ جس پر کسی قسم کا کوئی بیرونی دباؤنہ ہو۔ اس کی اپنی ایک شناخت ہو۔ اور وہ شناخت رنگ، نسل، زبان اور وطن کی شکل میں ہو سکتی ہے۔ اس کی اپنی ایک ثقافت ہو۔ اور وہ اپنے قومی مفادات کے تحفظ کی ضامن ہو۔

وکی پیڈیا میں قومی ریاست کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے

"A Nation State is a sovereign state of which most of its subjects are united also by factors, which defined a nation such as language or common descent."[10]

" قومی ریاست ایک خود مختار ریاست ہے جس کے بیشتر مضامین بھی ان عوامل سے متحد ہوتے ہیں جو کسی قوم کی وضاحت کرتے ہیں جیسے زبان یا عام نسل "۔ پالمر اور ہرکنز بیان کرتے ہیں .

> *"The Nation state system is the pattern of life in that the people are separately organized that interact with one another in varying ways and various degrees."*[11]

" قومی ریاست نظام زندگی کا ایک نمونہ ہے جس میں لوگ الگ الگ منظّم ہیں، جو مختلف طریقوں اور انداز سے بات کرتے ہیں "۔ لرنرز ڈکشنری میں قومی ریاست کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔

"Nation State a form of Political organization in which a group of people who share the same history, additions, or language live in a particular area under one government."[12]

" قومی ریاست سیاسی تنظیم کی ایک شکل ہے جس میں لوگوں کا ایک گروہ جو ایک تاریخ، اضافے یا زبان کا اشتراک کرتا ہے، ایک مخصوص علاقے میں ایک حکومت کے ماتحت رہتے ہیں "۔ میکاویلی کے نزدیک کسی بھی ریاست کا حکمران اپنی عوام کو جو حکم دیتا ہے وہی ریاست کا قانون ہوتا ہے۔ کوئی خارجی عوامل یا مافوق الفطرت ہستی اس قانون پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ یعنی ہر ریاست آزاد اور خود مختار ہوتی ہے۔ اسی سے قومی ریاست کا تصور اجاگر ہوا۔

"جدید سیاسی ادب میں اسٹیٹ کے لفظ کو متعارف کرانے کا سہرا میکاویلی کے سر ہے۔ "[۱۳]

قومی ریاست کا تاریخی پس منظر:

یونانی تہذیب سے پہلے بھی ایسی ریاستوں کا ذکر ملتا ہے۔

" بحیرہ روم اور بحیرہ ایجئیں کے کنارے ایسی بے شمار ریاستیں موجود تھیں۔ انہیں "آیونین" جزائر کہا جاتا، جو بعد میں یونان کہلانے لگا۔ یہ مائی سینین (Mycenaen) تہذیب اپناتے تھے۔ اس کے علاوہ ایشیائے کوچک، مقدونیہ، البانیہ، سسلی،

اطانیہ وغیرہ یونانی تہذیب کا مرکز تھیں۔"[۱۴]

قومی ریاست کے ارتقاء میں درج ذیل واقعات نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

☆ تحریک اصلاح مذہب کا آغاز مارٹن لوتھر (۱۵۴۶ء) نے کیا۔ اس تحریک نے ہیومنزم کے نعرے کو آگے بڑھایا۔ جس نے انسان کو مقدم سمجھتے ہوئے خدااور وحی کا انکار کیا تھا۔

☆ ۱۶۴۸ء میں ویسٹ فیلیا کا امن معاہدہ (Peace of Westfield) جس میں ریاستوں کو خود مختاری دینے پر زور دیا گیا۔

☆ ۱۷۸۹ء میں انقلاب فرانس نے بھی قومیت اور قوم پرستی کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جس کی وجہ سے قومی ریاست کے تصور کو مزید تقویت ملی۔

☆ ۱۸۷۱ء میں جرمنی اور اٹلی کے اتحاد اور ان کے درمیان خانہ جنگی کے خاتمے پر بہت سی ریاستوں کو خود مختاری ملی۔

☆ سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد کئی ریاستیں معرض وجود میں آئیں۔ سلطنت عثمانیہ اور کئی دوسری بادشاہتوں کو قومیت کی بنیاد پر تقسیم کر دیا گیا۔

☆ ۱۹۴۵ء میں اقوام متحدہ کا ادارہ بنا کر قومی ریاستوں کو قانونی جواز دیا گیا۔

دنیا کو قومیت کی بنیاد پر تقسیم کرنا ایک سیاسی معاملہ ہی نہ تھا۔ بلکہ اس سے انسان کا ضابطہ حیات بدل کر رکھ دیا گیا۔ انسانی زندگی کے خدوخال، ترجیحات اور اُصول وضوابط سب کچھ بدل گیا۔ مذہب کا سیاست و دیگر اجتماعی معاملات میں عمل دخل مکمل طور پر ختم ہو گیا۔ انسان سرمائے کا غلام بن کر رہ گیا ہے۔ ہر ریاست کی بنیادی ذمہ داری معاشی خوشحالی ہے۔ اور اُس کے لیے سرمائے کا حصول ضروری ہے۔ قومی ریاستوں کے قیام کے بعد دنیا میں درج ذیل تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

قومی ریاستوں میں اقوام متحدہ کا کردار:

عصر حاضر میں اس ادارے کے کردار نے ثابت کیا ہے۔ مغربی عالمی طاقتوں نے دنیا کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ان پر حکمرانی کرنے کے لیے اس ادارے کی تشکیل کی تھی۔ خاص طور پر امریکہ اس ادارے پر قابض ہے۔ چند اور مغربی ممالک فرانس، برطانیہ اور کسی حد تک روس اور دیگر یورپی ممالک کو ساتھ ملا کر اپنے مفادات کے لیے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ جبکہ باقی دنیا اپنی ریاست کو بچانے کی فکر میں رہتی ہے۔۔ اقوام متحدہ نے عالمی فوج تیار کر رکھی ہے جس کا اصل مقصد تو ظلم کی روک تھام تھا۔ لیکن عملاً یہ فوج خود غریب ممالک کو ظلم کا نشانہ بناتی ہے۔ مثلاً ۱۹۶۰ء میں کانگو کے سیاسی بحران کے حل کے لیے عالمی فوج نے ہزاروں بے گناہ انسانوں کا قتل عام کیا۔ ۱۹۷۵ء میں انڈونیشیا کا مشرقی تیمور پر حملہ اور قبضے کو جائز قرار دیا گیا۔ جبکہ بعد میں اقوام متحدہ کی زیر نگرانی ریفرنڈم کر کے مشرقی تیمور کو آزاد کرایا گیا۔ ویت نام کی جنگ ہو یا ۱۹۷۹ سے لے کر آج تک افغانستان، بوسنیا، کشمیر، فلسطین، عراق اور برما میں لاکھوں مسلمان شہید ہو گئے۔ لیکن اقوام متحدہ نے کسی قسم کا کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ انسانی حقوق کے تحفظ کا ضامن اس ادارے کی وجہ سے افغانستان اور عراق میں دس لاکھ بچے لقمہِ اجل بن گئے۔ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کا ڈرامہ رچا کر صرف اس بنیاد پر کہ افغانستان نے اسامہ بن لادن کو پناہ دے رکھی ہے۔ بموں کی بارش برسادی۔ صرف ایک شخص کی تلاش میں بغیر کسی عدالتی کارروائی کے لاکھوں بے گناہ انسانوں پر عذاب ڈھانا کہاں کا انصاف ہے۔

قومی ریاستیں اور صہیونیت:

قومی ریاستوں کی تشکیل کرکے مغربی عالمی طاقتوں نے دنیا پر بالادستی قائم کرلی ہے۔ ریاستوں کی تقسیم در تقسیم کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ تاکہ ترقی پذیر ممالک کو مزید کمزور کرکے ان پر حکومت کی جاسکے۔ ان عالمی طاقتوں کے پیچھے صہیونیت کے عزائم کارفرما ہیں۔

یہودیوں کی دستاویز پروٹوکول میں لکھا ہے۔

''اس بات کا امکان ہے کہ دنیا کی غیر یہودی اقوام ہمارے خلاف کوئی اتحاد بنالیں۔ اس خطرے کے پیش نظر ہمیں ان کے باہمی اختلافات کو محفوظ رکھنا ہوگا۔ جن کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ اس لیے ہم نے مختلف اقوام اور غیر یہودیوں کو آپس میں لڑادیا ہے۔ اور ان میں نسلی، قومی اور مذہبی تعصب پھیلادیا ہے۔ جس کی ہم پچھلی بیس صدیوں سے آبیاری کررہے تھے۔''[۱۶]

قومی ریاست اور مغرب کا جدید سیاسی نظام:

قومی ریاست کے تصور نے مغرب کے سیاسی نظام کو بدل کر رکھ دیا۔۔ جس کے تحت اس بات کا خیال رکھا گیا کہ حکمران عوام کی مرضی سے منتخب ہوں۔ اور عوام کی مرضی سے ہی انہیں سبکدوش کیا جاسکے۔ حکومت عوام کی مرضی کے مطابق قوانین بنائے، اس نئے نظام کا م نام جمہوریت رکھا گیا۔

مغرب میں جمہوریت کے لیے لفظ "Democracy" استعمال کیا جاتا ہے۔ پروفیسر ڈیوڈ ہیلڈ بیان کرتے ہیں

> *"The word 'Democracy' came into English in sixteenth century from the French. Its origins are Greek. 'Democracy' is derived from democratia, the rout meanings of which are demos and kratos. Democracy means forms of Government in which in contradiction to monarachies and aristocracies, the people rule."*[17]

''جمہوریت کا لفظ سولہویں صدی میں فرانسیسی زبان سے انگریزی زبان میں آیا۔ اس کا اصل یونانی لفظ ''ڈیماکریٹیا'' ہے۔ جس کے معنی ڈیماس اور کراتوس یعنی لوگ اور حاکمیت کے ہیں۔ تو جمہوریت ایسا نظام حکومت ہے جس میں لوگ بادشاہت اور اشرافیہ کے برعکس خود حاکم ہوں۔''

عصر حاضر میں جمہوریت سیاسی و سماجی ترقی کا واضح ثبوت سمجھا جاتا ہے۔ جمہوریت نہ صرف نظام حکومت بلکہ طرز زندگی بن چکا ہے۔ کیونکہ مغربی مفکر Laski بیان کرتے ہیں کہ

> *"Democracy rests on a belief in the fundamental dignity and importance of the individual, in the essential equality of human beings, and in the need for freedom."*[18]

''جمہوریت انسان کی عظمت اور اہمیت کے بنیادی اصولوں پر قائم ہے۔ انسانوں کے درمیان مشاورت اور آزادی اس کی لازمی شرط ہے۔''

جمہوریت کے آغاز وارتقاء کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں یہ صرف ایک طرزِ حکومت تھا۔ اور اکثریت اس نظام کو ناپسند کرتی رہی تھی۔ لیکن جدید دور میں اسے مقبولیت حاصل ہوئی۔ جان ڈن اس بات کو یوں بیان کرتے ہیں

"Democracy was not yet a faith, not an ideology, not an ethic; it was still a technical term of political science."[19]

''جمہوریت اُس دور میں عقیدے، نظریے اور اخلاقی اُصولوں کی شکل میں نہ تھی بلکہ صرف سیاسیات کی ایک فنی اصطلاح تھی۔''

اس وقت یہ نظام مغرب کے معاشرے میں اسلوب زندگی بن چکا ہے۔ اور اس کے اثرات فکری اور سماجی دونوں طریقوں سے ہوئے ہیں۔ جو مفید کم اور ضرر رساں زیادہ ہیں۔ نیشنلزم اور فاشزم سے قوم پرستی کو فروغ ملا۔ اور دنیا کا جغرافیہ تبدیل ہو گیا۔

جدید نظام سیاست اور مذہب:

قومی ریاستوں کے قیام کے بعد جب جمہوری دور کا آغاز ہوا تو سیاست کو مذہب سے بالکل علیحدہ کر دیا گیا۔ اور خدا کی بجائے عوام کی حاکمیت کو تسلیم کر لیا گیا۔ ایک مغربی مفکر **Ronlad L.Johnstone** بیان کرتے ہیں.

"The impact of religion on Political life has progressively been restricted by the spread of liberal culture and Ideas."[20]

''مذہب کے سیاسی زندگی پر اثرات کو لبرل فکر اور ثقافت کو پھیلا کر زبردستی روک دیا گیا۔''

قومی ریاست اور مابعد جدیدیت:

مابعد جدیدیت ایک منظّم تحریک کا نام نہیں بلکہ اس دور کا نام ہے جس میں آج ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کے سب سے زیادہ اثرات مغرب پر ظاہر ہوئے۔ اور افادیت پرستی کا تصور اُبھرا۔ اخلاق کی واحد کسوٹی مفادات کو قرار دیا گیا۔ خاندانی نظام کو کمزور کر دیا گیا۔ جنسی بے راہ روی اور مساوات مرد وزن کا رجحان عام ہو گیا۔ ۔پوسٹ ماڈرن ازم کی تعریف آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں اس طرح ہے.

"Postmodernism a style and concept in the arts characterized by distrust of theories and ideologies and by the draining of attention to conventions."[21]

''مابعد جدیدیت ایک تصور اور نظام زندگی کا نام ہے۔ جو عقائد اور نظریات پر عدم اطمینان کی وجہ سے نمایاں ہے۔''

اسلام کا نظام سیاست وحکومت:

لفظ سیاست کے معنی تدبیر وامور تدابیر کے ہیں۔ ابن القیم الجوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) بیان کرتے ہیں:

''سیاست اُن تدابیر کا نام ہے۔ جن کی وجہ سے لوگ اصلاح کے قریب اور بگاڑ سے دور ہو جائیں۔''[۲۲]

اس مقصد کے لیے مجرموں کو جو سزائیں دی جاتی ہیں ان کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے۔

ابن منظور افریقی کے مطابق:

''سیاست کسی چیز کی اصلاح کے لیے جدوجہد کرنے کو کہتے ہیں۔''[۲۳]

ابن عابدین (متوفی ۱۲۵۲ھ) بیان کرتے ہیں:

''سیاست اللہ تعالیٰ کے اُن احکامات کا نام ہے جو اُس نے اپنے بندوں کی اصلاح کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔''[۲۴]

یعنی ایک اچھا معاشرہ تشکیل دے کر ایک ایسی حکومت قائم کی جائے جو اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اللہ اُس کے احکامات کو نا مکمل طور پر نافذ کرے۔ تاکہ لوگ اعلیٰ اخلاق کے حامل ہوں۔

مولانا مودودی فرماتے ہیں :

"اسلام کا سیاسی نظام نہ تو مغرب کی طرز کی پاپائیت اور تھیا کریسی ہے۔ اور نہ جمہوری۔ یہ ایک منفرد نظام ہے۔"[۲۵]

یعنی مغرب کی سیاسی فکر سیکولرزم، نیشنلزم اور جمہوریت پر قائم ہے۔ جبکہ اسلامی سیاست اللہ کی بندگی۔ انسانیت اور اللہ کی حاکمیت کے نظریے پر قائم ہے۔

امام ماوردی کے نزدیک سیاست کی تعریف یہ ہے :

"الامامة موضوعة في حرامة الدين وسياسة الدين"[۲۶]

حاکمیت الٰہیہ :

قرآن کریم بیان کرتا ہے :

" يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ "[۲۷]

"آسمان سے زمین تک انتظام دنیا اُس کے پاس ہے۔"

" اللہ کا فرمان ہے :

"أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْأَمْرُ"[۲۸]

"آگاہ رہو ساری مخلوق اُس کی ہے۔ اور حکم بھی اُس کا ہے۔"

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ حاکم مطلق صرف اللہ کی ذات ہے۔ کیونکہ وہ کائنات کا خالق ہے اور کائنات کے متعلقہ امور کو چلانے کا نظام بھی اُس نے خود اپنے پاس رکھا ہے۔ اس لیے حکم بس اُسی کا چلتا ہے۔

اطاعت رسول ﷺ :

اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات انبیاء کے ذریعے انسانوں تک پہنچے اور انہوں نے ان احکامات کو عملی طور پر دنیا میں نافذ کیا۔ اسی لیے اسلام سیاست کے شعبہ میں بھی اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کا حکم بھی دیتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے عملاً ایک سیاسی نظام تشکیل دیا ہے۔ اللہ کا حکم ہے :

"وَ مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا"[۲۹]

"جو رسول تمہیں دیں اُسے لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز آجاؤ۔"

"مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ"[۳۰]

"جس نے رسول کی اطاعت کی گویا اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

اسلامی شریعت کا دوسرا بڑا ماخذ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کی ہر بات قانون کا درجہ رکھتی ہے۔ لہٰذا دنیا میں قانون سازی آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ہی کی جاسکتی ہے۔

آمرانہ تسلط کی ممانعت :

اسلام کی سیاسی فکر میں زبردستی حکمران بننے یا حکمرانی کی خود طلب کرنے کی سختی سے ممانعت ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

"مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ [۳۱]

"کسی انسان کے لیے صحیح نہیں کہ اللہ اُسے کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور نبوت عطا فرمائے اور پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم میرے بندے بن جاؤ اللہ کے سوا۔"

اسلام کے سیاسی افکار میں عہدے کی طلب نہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ چونکہ سیاست ایک ذمہ داری کا نام ہے جس میں انسانوں کی اصلاح کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔ اس میں دنیاوی مفادات حاصل کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ ظاہر ہے جب بھی کوئی خود اس کی طلب کرے گا یا اس کی خواہش رکھے گا۔ اُس کے ذہن میں دنیاوی مفادات کا آنا یقینی بات ہے۔

قانون سازی:

اسلام نے قانون سازی کے لیے ایک دائمی اصول دے دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ تَأْوِيلًا" [۳۲]

"اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اور جو تمہارے حاکم ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کوئی اختلاف ہو جائے کسی معاملے میں تو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی بہتر طریقہ ہے۔ اور انجام کے لحاظ سے بھی صحیح ہے۔"

اسلام کی سیاسی فکر میں یہ وہ بنیادی اور دائمی اصول ہیں۔ جن پر اسلام کا سیاسی نظام تشکیل دیا گیا ہے۔ ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن نہیں۔

اجتہاد:

انسانی معاملات کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

وہ مسائل جس میں کسی بھی زمانے میں کوئی تغیر پیدا نہ ہو۔ اس کے لیے شریعت میں واضح احکامات موجود ہیں۔ مثلاً نکاح، طلاق، میراث اور محرمات وغیرہ۔

دوسرے وہ مسائل جو زمانے کے حالات بدلنے کے ساتھ ان میں بھی تبدیلی آسکتی ہے۔ اس کے لیے شریعت نے تفصیلی احکام نہیں دیئے بلکہ بنیادی اصول وضع کیے ہیں۔ اور ان میں یہ گنجائش رکھی ہے کہ ہر زمانے کے حالات کے مطابق اس دور کے بالغ النظر علماء شریعت کے مقاصد اور بنیادی اصول و قواعد کے مد نظر رکھتے ہوئے مسائل کے احکامات تلاش کر سکیں۔

علامہ سرخسی بیان کرتے ہیں:

"واصح الاقاویل عندنا۔ انه علیه الصلوة فیما کان یبتلی به من الحوادث التی لیس فیها وحی منزل، کان ینتظر الوحی الی ان تمضی مدة الانتظار ثم کان یعمل بالرأی والاجتهاد۔" [۳۳]

"آپ ﷺ جو مسائل پیش آتے اُس میں پہلے وحی کا انتظار کرتے۔ اگر وحی نازل ہو جاتی تو ٹھیک ورنہ اجتہاد کے ذریعے مسئلے کا

حل نکالتے۔"

قومیت کی بجائے ملت کا تصور:

عام طور پر ریاست کے جو اجزائے ترکیبی بیان کیے جاتے ہیں۔ اس میں آبادی علاقہ، حکومت اور اقتدار اعلیٰ شامل ہیں جبکہ اسلام کے نظام سیاست میں مخصوص علاقے کی شرط نہیں۔ اسلام ملت کا تصور پیش کرتا ہے۔ جس کا مقصد اعلیٰ عالمی نظام قائم کرنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا"[۳۴]

"اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

اسلامی حکومت کی تشکیل ریاست مدینہ کی طرز پر:

اسلامی حکومت کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات کو رسول اللہ ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاکَ اللَّهُ"[۳۵]

"بے شک ہم نے نازل کی کتاب حق کے ساتھ تاکہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو اُس سے جس سے اللہ نے تمہیں آگاہ کیا۔"

خلافت:

اسلام کے نظام حکومت و سیاست میں خلافت کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ جس کے معنی نیابت اور جانشینی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تسلیم کرنا اور عملی زندگی میں انہیں نافذ کرنا نظریہ خلافت کی روح ہے۔ اور اس کا سربراہ یعنی خلیفہ شرعی احکامات کی تنقید کرتا ہے۔ نظام خلافت میں خلیفہ اُن معنوں میں استعمال نہیں ہوگا۔

جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً"[۳۶]

جدید سیاسی فکر اور مسلم معاشرے:

عصر حاضر میں مسلم سیاسی فکر جدید نظام سیاست سے متاثر نظر آتی ہے۔ اس میں سب سے اہم جمہوریت ہے۔

جمہوریت ایک جدید سیاسی فکر ہے۔ جسے مسلمانوں نے بھی اپنا لیا ہے۔ جبکہ اسلام اکثریت کی حکمرانی کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ بلکہ اکثریت کی سوچ کو تمدن کا اصول بنانے سے منع کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے

"عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ"[۳۷]

"اگر آپ زمین میں اکثریت کی بات مانیں گے تو یہ آپ ﷺ کو اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ یہ تو محض گمان اور قیاس آرائیوں سے کام لیتے ہیں۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر انسانوں کی خواہشات پر نظام چلایا جائے تو قومیں تخریب کاری کا شکار ہو جاتی ہیں۔

ریاست میں حاکمیت کا تصور:

جمہوریت کے مطابق ریاست انسان کا تخلیق کیا ہوا ادارہ ہے۔ لہٰذا حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کا اختیار بھی اُسی کو حاصل ہے کیونکہ اپنے لیے اچھے اور برے کا فیصلہ انسان خود کرتا ہے۔ بلکہ جائز اور ناجائز کا تعین بھی اُسے خود ہی کرنا ہے۔ کوئی مافوق الفطرت ہستی اُسے مجبور نہیں کرسکتی ہے۔ یہ تصور سوفسطائی فلسفیوں نے پیش کیا تھا۔

"Man is the measure of all things, things are for each man what they seen to each man."[38]

جبکہ اِسلام اِس فکر کی تردید کرتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ"[۳۹]

"اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں۔ اُس کے سوا کسی کی بندگی نہیں"

لہٰذا حاکمیت و اقتدار اللہ کی امانت ہے۔ حکومتی معاملات چلانے کے لیے عوام کی مشاورت ضروری ہے۔ لہٰذا جمہوریت کا یہ تصور اسلام کے اصول سیاست کے منافی ہے۔

جمہوریت میں تصور قومیت وریاست:

جدید جمہوری فکر انسانوں کو جذبہ قومیت پر ابھارتی ہے۔ زمینی ریاست، نسل اور ثقافت پر فخر کرنے پر اُکساتی ہے۔ جبکہ اسلام انسان کو ایسی تقسیم سے منع کرتا ہے۔

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"[۴۰]

"اُے لوگوں بے شک ہم نے تمھیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے پہچانے کے لیے۔ بے شک تم میں عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔"

جدید جمہوری ریاست میں مذہب کا کردار:

مذہب ہمیشہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو کامیاب بناتا ہے۔ لیکن جدید جمہوری ریاست میں مذہب کا کردار ختم کردیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں حکومت کی تشکیل اور حکومتی معاملات عوام کی مرضی کے مطابق چلائے جاتے ہیں۔ جبکہ اسلامی نظام سیاست میں مذہب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ"[۴۱]

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور جو تم میں حکمران ہوں۔"

سربراہ مملکت اور ایوان نمائندگان کے انتخاب کا طریقہ کار:

عصر حاضر میں اسلامی ممالک میں جو سیاسی نظام رائج ہے۔ اس کے مطابق حکومت حاصل کرنے کے لیے سیاسی جدوجہد اور ذاتی طور پر اپنے آپ کو پیش کرنا لازمی ہے۔ اگر اسلامی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا سکھائی گئی۔

"وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا"[۴۲]

"اور مجھے اپنی طرف سے حکومت کی مدد عطافرما"

یعنی دین حق کو غالب کرنے کے لیے حکومت عطا فرما۔ اس کے ساتھ ساتھ عہدے کے حصول کے لیے خود کو پیش کرنے کے بارے میں آنحضورﷺ نے منع فرمایا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن سمرہ روایت کرتے ہیں آنحضورﷺ نے فرمایا:

"لاتسائل الأمارة فانک ان عطیتہا عن مسئلة وکلت الیہا وان عطیتہا عن غیر مسئلة اعنت علیہا"[43]

"امارت کے بارے میں سوال نہ کرو۔ کیونکہ اگر مانگنے سے تمہیں اقتدار ملا تو نہیں خدا کی طرف سے کوئی مدد حاصل نہ ہو گی۔ تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر سوال کیے بغیر ملا تو خدا کی طرف سے مدد حاصل ہو گی۔"

معاشرہ میں ظلم کے خاتمے اور عدل کے قیام کے لیے سیاسی غلبہ اشد ضروری ہے۔ لہٰذا اجتماعی مقاصد اور دین حق کی سربلندی کے لیے سیاسی جدوجہد جائز ہے۔ لیکن ذاتی مفادات کے حصول کے لیے اسلام کے نام پر اقتدار کا حصول کسی صورت قابل قبول نہیں۔ موجودہ دور میں سیاسی عہدہ کی مدت کا تعین کر دیا گیا ہے۔ جسے تقریباً تمام اقوام نے تسلیم کر لیا ہے۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۵۲ میں درج ہے:

"The National Assembly shall, unless sooner dissolved continue for a term of five years from the day of its first meeting and shall stand dissolved at the expiration of its term.[44]

" قومی اسمبلی جب تک تحلیل نہیں ہوتی اس کے پہلے اجلاس کے دن سے پانچ سال کی مدت تک جاری رہے گی اور اپنی مدت ختم ہونے پر تحلیل ہو گی۔ "

خلاصہ بحث:

انسانوں کو رنگ، نسل، زبان، اور وطن کے لحاظ سے تقسیم کر کے قومی ریاست کا تصور پیش کیا گیا۔ قومی ریاست کی بنیاد ہیومنزم کا نظریہ ہے۔ جس میں انسان مذہب سے بیزار ہو گیا، اور خدا کا انکار کر دیا۔ جس سے انسانی وحدت کا شیرازہ بکھر گیا انسان کو وحدت لڑی میں پرونے کے لیے قومیت کا نعرہ لگایا گیا جو قومی ریاست کا سبب بنا۔ اسلامی نظام حکومت کے تحت ریاست کا سربراہ اللہ کا نائب اور عوام کا محافظ ہوتا ہے۔ حکومت اللہ کی امانت ہوتی ہے۔ اس کا کام اللہ کے احکامات کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔ اسلامی ممالک کے حکمران اپنے مناصب کے تقاضوں کو بھول چکے ہیں۔ رعایا کو بنیادی حقوق دلانے اور انہیں متحد رکھنے اور اصلاح نفس کی کوشش کرنے سے عاری نظر آتے ہیں۔ رعایا مذہبی، لسانی، سیاسی اور علاقائی بنیادوں پر تقسیم ہو چکی ہے۔ اللہ اور اُس کے رسولﷺ کے احکامات کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے بدامنی، ظلم اور ناانصافی عام ہو چکی ہے۔ سیاست ایک کاروبار بن گیا ہے۔ کروڑوں روپیہ خرچ کر کے سیاسی عہدے حاصل کیے جاتے ہیں۔ اور پھر حکومت میں شامل ہو کر کئی گنا زیادہ رقم حاصل کرنے کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اس کے لیے ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر ترجیح دی جاتی ہے۔ آنحضورﷺ نے مدینہ کے اندر جس ریاست کی بنیاد رکھی تھی۔ اور خلفائے راشدین نے انہی اصولوں پر حکومت کر کے دنیا کے بڑے حصے پر اسلام کا پرچم سربلند کر دیا تھا۔ اور اسی بنیاد پر بارہ سو سال تک مسلمان بہت سی اخلاقی اور سیاسی کمزوریوں کے باوجود دنیا پر حکومت کرتے رہے۔ لیکن بیسویں صدی کے اوائل میں سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد اسلامی سلطنت کے حصے بخرے ہو گئے۔ اب مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ نہ صرف سیاسی طور پر مغربی طاقتوں کے غلام ہیں بلکہ ذہنی اور فکری لحاظ سے بھی

مغرب کی مکمل غلامی اختیار کرچکے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک کا نہ صرف نظام حکومت متاثر ہوا ہے بلکہ اسی نظام حکومت کے تحت معاشرے کے تمام شعبوں اور اداروں میں بھی اسلامی تعلیمات پر عمل ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

---

[1]-Andrew Vincent, Theories of the State, Oxford University Press, London, 1976, P:16

[2]- Rojer H. Soltau, An introduction to politics, London: Longman, 1968, P:169

[3]- Ball, A-R: Modern Politics and Government London, Macmillan, 1971

[۴] - ابن منظور افریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دارالصادر، بیروت، لبنان، ۱۹۵۶ء، ص:۹۱

Ibn Manzoor Afriqi Jamal Ul Din Muhammad Bin Makaram,LIsan Ul Arab ,Publisher, Dara Ul Sadar,Barot,1956,P,91

[۵] -التوبۃ۹: ۱۱۶

AlQuran :9,116

[۶] -بنی اسرائیل۱۷: ۸۰

AlQuran:17 ,80

[۷] -الماوردی،امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب،الاحکام السلطانیہ، مترجم پروفیسر ساجد الرحمٰن صدیقی، القاہرہ، ۱۹۹۰ء

Al Mawardi,ImamAbu Ul hassan Ali Bin Muhammad Bin Habib, Al Akham Ul Sultaniya ,(Translate,Pro Sajaj Ul Rahman Sadeqi),1990

[۸] -ابن خلدون، عبدالرحمٰن، مقدمہ ابن خلدون، باب اول اجتماع، مترجم خان سعد خان دارالاشاعت کراچی، ۱۹۶۵ء

Ibn Khuldon Abdul Rahman,Moqadma Abin Khuldon,(Translater,Khan Sasd Khan) Publisher Dara Ul Ashat,1965

[۹] -اصلاحی، امین احسن، اسلامی ریاست، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، ص:۶۰، جدید پریس لاہور، ۱۹۹۷ء

Salahi,Ameen Ul Hassan,Islami Reyasat,Publisher Anjam E KhadamAl Quran, P 60

1997

[10]- en.wikipedia.org/wiki/nation.state

[11]- Study.com,academy,lesson,nation.state, dated 08-04-2020

[12] Learnersdictionary.com/definition/nation-state.

[۱۳] - گارنر، جیمس ولفرڈ۔ پولیٹکل سائنس اینڈ گورنمنٹ ورلڈ پریس، کلکتہ، ص: ۴۷

GarnarJames Welferd,Political Science ,Publisher World Press Kolkata ,P 47

[14]-Ernest Barker, Greek Political Theory, London-1967, P: 3-32

[15] -Musa Khan Jalazai,Taliban and the Post-Taliban, Afghanistan, Sang-e-meal publication, Lahore, P:220-226

[۱۶] -مارسڈن، وکٹری، پروٹوکول، ترجمہ ابن حسن، مسلم ورلڈ ڈیٹا پراسیسنگ پاکستان، ۲۰۰۲ء، ص: ۵۰

Mar Sedin WaktariProtocole,(Translater Abin Hasan) Publisher Muslim World Processing Pakistan,2002,P50

[17]-David Held, university press, 2nd Edition 1996, P:1-2

[18]-Laski, H.J, An Introduction to Politics, London P:48, 1960

[19]-John Dunn, Democracy. The unfinished Journey, oxford university press-1989

[20]- Ronald L. Johnstone, Religion in Society, Routledge New York, USA, 1975, P:13

[21]-www.askoxford.com/concise-oed/postmodernism

[۲۲] -ابن القیم الجوزیہ، طرق الحکمۃ والسیاسۃ الشرعیۃ، ص: ۱۵ مصر البیت الطار، ۱۹۶۱ء

Ibn Qayam, AlJozeya, Taraq Al Hakmata wa Alseyasat Al Shareya ,Publisher Bat Ul Atar 1961

[۲۳] -ابوالفضل ابن منظور الافریقی، لسان العرب، ج: ۶، ص: ۱۱۸، بیروت دار صادر، ۱۴۱۰ء

Abu al Fazal Bin Manzoor Al Afriqi , Lasan Ul Arab, Publisher Dara Ul Sade1410,V6,P 118

[۲۴] -الشامی، علامہ محمد امین عابدین، مجموعہ شامی، ص: ۱۰۳، ج: ۳، ایچ۔اے سعید کمپنی کراچی، ۱۹۹۵ء

Al Shami Allama Muhammad Ameen Majmoya Shami,Publisher H.A Saeed Karachi 1995,V3,P 103

[۲۵] -المودودی، ابوالاعلیٰ، اسلام کا سیاسی نظام، ص: ۱۲، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۴۴ء

Al Mododi Abu Alah, Islam Ka nazam,Publisher Tarjman e Quran 1944, P 122

[۲۶] -الماوردی، ابوالحسن، الاحکام السلطانیہ، ص:۸، مترجم ساجد الرحمٰن صدیقی، القاہرہ، ۱۹۹۰ء

Al Mavardi Abu Hassan, Ahkam Ul Sultaniya,(Translater Sjaid Ul Rahman Sadiqe,1990,P:8

[۲۷] -یٰسین ۳۶: ۸۳

AlQuran:36,83

[۲۸] -الانعام۶: ۵۷

AlQuran:6,57

[۲۹] -الحشر۵۹: ۷

AlQuran:7,59

[۳۰] -النساء۴: ۸۰

AlQuran:4,80

[۳۱] -البقرہ۲: ۳۰،

AlQuran:2,30

[۳۲] -النساء ۵۹:۴

AlQuran:59,4

[۳۳] -السرخسی، احمد بن ابی سھل، لجنتہ احیاء المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، انڈیا، ۲:۹۱

AlSarkhsi Ahmad Bin Abe Sahal ,Aljanat,Publisher,Haya Ul Maraf ,Hadarbad ,V2,P:91

[۳۴] -سبا۳۴:۲۸

AlQuran: 34 ,28

[۳۵] -النساء۴:۱۰۴

AlQuran: 4,104

[۳۶] -البقرہ۲:۳۰

AlQuran:2,30

[۳۷] -الانعام۶:۱۱۶

AlQuran: 6,116

[38]- Michael Stewert, Modern Forms of Government London, 1959, P:56

[۳۹] -یوسف۱۲: ۴۰

AlQuran: 12,40

[۴۰] -الحجرات13;49

AlQuran: 49,13

[۴۱] -النساء۴: ۵۹

AlQuran: 4,59

[۴۲] -الاسرا۱۷: ۸۰

AlQuran: 17,80

[۴۳] -مسلم بن حجاج نیشاپوری، ابوالحسین، الجماع الصحیح، المسلم، الامارۃ، النھی عن طلب الامارہ والحرص علیہ، ح: ۱۶۵۲

Muslim Bin Hajaj Nishahpore,Abu Ul Hassan ,ALJama Ul Sahi,Al Muslim, Alamarat, Alnahe un Talab Amara o Al Haris,Hadith#1652

[44]-Constitution of the Islamic Republic of Pakistan as Modified up to the 31st July, 2004, P:33